جناب حکیم محمد سعید صاحب

آزادی وطن ـــ فرض ملّی

ملت اسلامیہ کا اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنے وطن کی آزادی کا تحفظ کرے اور اس حریت کے حفظ وبقا کی مسلسل جدوجہد کرے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بخشی ہے۔ واضح رہے کہ حریت اور آزادی وطن کا اسلامی تصور عام سیاسی تصورات سے بہت مختلف ہے۔ موجودہ عالمی سیاسی اصطلاح میں آزادی وطن کا مفہوم یہ ہے کہ ملک غیرملکیوں کے تسلط سے پاک ہو اور عنان حکومت ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہو جو اس ملک کے باشندے ہوں۔ اگر اس پر اغیار کی حکومت ہوتو وطن آزاد نہیں، غلام ومحکوم تصور کیا جائے گا۔

اسلام میں حریت اور آزادی کا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کو اپنے عقیدہ و عمل کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہو، یعنی حریت فکر و عمل جس سرزمین پر حاصل ہو وہ آزاد ہے اور جہاں حریت فکر واعتقاد اور حریت ارادہ و عمل حاصل نہ ہو اور انسان کے اس پیدائشی حق پر پابندیاں عائد ہوں، اپنے عقیدے کے اظہار اور اپنے ایمان ویقین کے مطابق زندگی بسر کرنے پر قدغن لگی ہوئی ہو، وہ سرزمین کسی مسلمان کے لیے آزاد وطن نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم میں ہے: لاَاکراہ فی الدین (البقرہ: ۲۵۶) "دین کے معاملے میں جبرواکراہ نہیں"

یہ بات صرف غیر مسلموں کے لیے نہیں بلکہ حریت فکر وعقیدہ کا اعلان عام ہے۔ مسلمانوں کو بھی یہ حق ہے کہ ان کی بھی یہ آزادی تسلیم کی جائے اور اپنے عقیدے کے مطابق زندہ رہنے اور اپنے معاشرتی، معاشی اور سیاسی عمل کے حق میں مزاحمت نہ کی جائے۔ جہاں مزاحمت ہو اس کو دور کرنا ایک ملی فریضہ بن جاتا ہے۔ مسلمانوں کی بنیادی عقائد میں توحید کو اولیت حاصل ہے۔ ان کے مکمل اجتماعی، سیاسی اور معاشی نظام کی بنیاد رب اعلیٰ کی حاکمیت کے یقین پر قائم ہے۔ وہ اسی کے نازل کئے ہوئے احکام و قوانین کے مطابق زندگی بسر کرنے کو آزادی و حریت سمجھتے ہیں اور جہاں یہ حق انہیں نہ دیا جاتا ہو اور وہ اپنے فطری حق کا دفاع نہ کرسکتے ہوں انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کسی دوسری ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کریں جہاں وہ اپنے عقیدے کے مطابق زندگی بسر

کر سکیں اور آزادی کی نعمت سے بہرہ یاب ہو سکیں ۔ اگر استطاعت کے باوجود وہ ہجرت نہ کریں تو گنہگار ہیں، ظالم ہیں ۔ قرآن کریم میں ہے :

" انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے ، فرشتوں نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے " (النساء ۔ ۹۷) ۔

اس ارشاد باری تعالیٰ سے ہندوستان سے پاکستان ہجرت کرنے کا مفہوم واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے ۔ یعنی اپنے اعتقاد کے مطابق پوری اسلامی زندگی بسر کرنے کے لیے ایک آزاد وطن تعمیر ضروری ہے ۔ اس کا نام " دارالاسلام " ہے ۔ مسلمان کے لیے آزادی وطن نہ صرف ضروری ہے بلکہ اس کا ملی فریضہ ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صرف عقیدے کی آزادی نہیں بخشی ہے بلکہ آزادی اظہار اور آزادی قول بھی بخشی ہے ۔ جس سرزمین پر آزادی اظہار میں مسلح مزاحمت ہوتی ہو وہاں سے بھی ہجرت ضروری ہوجاتی ہے ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیدہ توحید کی جب پرامن دعوت دی اور شرک وبت پرستی سے روکنے کی کوشش کی تو کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ کر مزاحم ہوئے کہ ہمارے آباؤ اجداد کے دین کی مخالفت کرتے ہیں ۔ ہم جن بتوں کو پوجتے ہیں یہ ان کی مذمت کرتے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے ہجرت فرمائی کیوں کہ آزادی اظہار بھی حاصل نہیں تھی اور جہاں یہ بھی نہ ہو وہ مسلمانوں کا وطن کیسے بن سکتا ہے اور اسے آزاد کس طرح کہا جاسکتا ہے ۔ مسلمانوں کو حریت اعتقاد ، حریت قول اور حریت عمل حاصل ہو ، کیوں کہ ان پر صرف اپنے عقیدے پر قائم رہنے کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ اقامت دین کی ذمہ داری بھی عائد کی گئی ہے ۔ جہاد کا مقصد بھی اقامت دین ہی ہے جس کی ابتدا حکمت وموعظت سے معمور دعوتوں سے ہوتی ہے ۔ اس کی آزادی حریت قول کی آزادی ہے ۔ جس سرزمین میں مسلمانوں کی اکثریت ہو اور مسلمان ہی وہاں حکمراں ہوں ، لیکن دین قائم نہ ہو ، اسے اسلامی تصور کے مطابق آزاد وطن نہیں کہا جاسکتا ۔ جب تک قوانین الہیہ مکمل طور پر نافذ نہیں ہوتے ہم حریت سے محروم ہیں ۔ آزادی سے محروم ہیں ، اقامت دین کا فریضہ باقی ہے اور آزادی وطن کا دفاع بھی اسی طرح ممکن ہے ۔ اسی اقامت دین کے لیے مدینہ منورہ کی سرزمین کو جب مرکز قرار دیا گیا تو مسلسل غزوات ہوئے ۔ دشمن اس آزاد مرکز کو تباہ وبرباد کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے ۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی عسرت ، تنگدستی ، فاقہ کشی ، قلت وساز وسامان اور قلت نفوس کے باوجود ایثار و قربانی کے ناقابل تسخیر جذبے سے کام لیا ،

اپنی جان اور اپنے مال کا نذرانہ پیش کیا اور اپنی بے مثل تاریخی قربانیوں سے اپنی آزادی کا دفاع کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس ان غزوات میں شریک ہوئے اور دفاع وطن کی جدوجہد میں پیش پیش رہے۔ مدعا یہ تھا کہ اقامت دین کی جو آزادی میسر آئی ہے اس کے دفاع کے فریضہ ملی ہونے کی سنت قائم کردی جائے۔ اسی کو اسلام میں آزادی کہتے ہیں، اور یہی آزادی اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کا تحفظ انبیاء کرام کے فرائض نبوت ورسالت میں ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

"فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب احسان جتایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا تھا۔" (الشعراء: ۲۲)

مطلب یہ تھا کہ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرے اس احسان کی وجہ سے میں بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانے کی جدوجہد نہ کروں تو یہ غلط ہے۔ انبیاء کی اولین ذمہ داری تو انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کی غلامی سے نجات دلانا ہے۔ میں اس کی آزادی کے لیے جنگ کرتا رہوں گا۔ تیرا احسان اپنی جگہ پر، شرک اور غلامی کو ختم کرکے انسانی جمعیت کو رب اکبر کی بندگی کے لیے آزاد فضا مہیا کرنا ہی کار نبوت ہے اور اس راہ میں تیرا احسان مخل نہیں ہوسکتا۔

آزادی رب کریم کی مکمل بندگی کے اجتماعی نظام کے قیام کا نام ہے۔ جس سرزمین پر یہ نظام قائم ہوجائے وہ اسلامی نقطہ نظر سے آزاد ہے۔ اس کی فضا تو یہ ہوتی ہے کہ:

"مسجدیں قائم وپررونق ہوجائیں، ہر طرف صدائے تکبیر وتہلیل گونجے۔ بیت المال کے بعد کوئی ننگا، بھوکا نہ رہ جائے۔ عدالتوں میں انصاف بکنے کے بجائے ملنے لگے۔ رشوت، دروغ حلفی اور جعلسازی کا بازار سرد پڑ جائے۔ امیر کو کوئی موقع غریب کی تحقیر کا باقی نہ رہے۔ غیبت، بدکاری، چوری اور ڈاکے خواب وخیال ہوجائیں۔ بنکوں کے ٹانٹ الٹ جائیں۔ چور، ڈاکو، قاتل اور وطن نادوست شہر بدر کردیے جائیں۔ اللہ کے سوا کسی کا قانون نہ چلے۔ ہر حقدار کو اس کا حق ملتا رہے"۔

(مفہوم، آیات الحج: ۴۰۔ ۴۴)

ایسی ہی سرزمین کو دارالاسلام کہتے ہیں۔ ایسے ہی وطن کو آزاد کہتے ہیں اور ایسی ہی آزادی کے لیے انبیاء کرام نے جدوجہد کی ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی ہی آزادی کیلئے اپنے اصحاب کے ساتھ عظیم الشان قربانیوں کا اسوہ حسنہ پیش کیا ہے۔ یہ آزادی انسان کا فطری حق ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا:۔

"ان کو کس نے غلام بنالیا، جب کہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا تھا۔

ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اقامت دین کی آزادی کا نام "آزادی" ہے۔ حکومتوں کی تبدیلی اور مسلم افراد کی حکمرانی کو وطن کی آزادی سے تعبیر کرنا غلط ہے۔

اس روشنی اسلام میں حالات پاکستان پر غور کیا جائے تو لازماً سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان دارالاسلام ہے؟ دارالسلام ہے؟ اہل وطن اس صورت پر نہایت سکون کے ساتھ غور کریں۔ صورت حال اس کا اعلان عام ہے کہ پاکستان آزاد نہیں ہے۔ ہم آزاد نہیں رہے ہیں۔ آخر یہ غلامی کب تک۔ پاکستان تو آزاد تھا۔ اسے غلام ہم نے بنایا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم آزادی کی شدید جدوجہد کریں اور ایک انقلاب برپا کردیں۔ جمہوریت مغرب کو پاکستان سے خارج کریں۔ اسلامی شوریٰ نظام قائم کریں۔

مولانا امین حسن اصلاحیؒ کا سانحہ ارتحال

مولانا امین حسن اصلاحیؒ ملک کے ممتاز عالم دین مفسر قرآن، کئی مشہور کتابوں کے مصنف اور کئی مؤقر مجلات کے مدیر گذشتہ دنوں ۹۳ برس کی عمر میں انتقال کرگئے۔ (اناللہ واناالیہ راجعون) مرحوم نے تمام زندگی دین اسلام کی اشاعت اور خدمت میں گزاری۔ مولانا حمیدالدین فراہیؒ کے صحیح جانشین کے طور پر پہچانے جاتے تھے اور مکتب فراہی کے پرجوش داعی اور نقیب سمجھے جاتے تھے۔ کافی عرصہ تک مولانا مودودیؒ کے معتمد ساتھی اور رفیق رہے لیکن جب اصول اور مؤقف کی بات آئی تو آپ نے ان سے اپنی راہ الگ کردی اور اپنی مشہور و معروف تفسیر کے کام میں مصروف ہوگئے۔ مولانا مرحومؒ کئی خوبیوں کے مالک تھے گوکہ آپ کے بھی اپنے استاذ مولانا فراہیؒ کی طرح خاص تفردات تھے۔ لیکن اس سے قطع نظر آپ کی دینی خدمات اور مساعی قابل تحسین ہیں۔ علمی حلقوں میں آپکی جدائی سے ایک خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومؒ کو ان کی دینی خدمات کے صلہ میں جنت الفردوس سے نوازے اور آپ اور ہم سب کے زلات ولغزشات سے درگزر فرمائے۔ (آمین)

(د۔ش۔س)